جناب عرفان صدیقی *

زلزلہ۔ خسارے کا سودا اور مکافات عمل

میرا علم نہایت ہی محدود اور ناقص ہے۔ سو میں یہ دعویٰ کرنے کی پوزیشن میں نہیں کہ ۸/ اکتوبر کو ہمارا مقدر بن جانے والی قیامت کا سبب کیا تھا۔ کیا اسے صرف ارضیاتی تبدیلیوں اور سطح ارضی کے میلوں نیچے کیمیائی مادوں کی کشمکش یا پلیٹوں کی حرکیات کا نتیجہ سمجھ لیا جائے؟ اگر اس کائنات کا کوئی خالق ہے تو کیا اس کی قدرت، تخلیق کے ساتھ ہی ساقط ہو گئی ہے؟

بحیثیت مسلمان میرا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق بھی ہے، علیم و خبیر بھی اور قہار و جبار بھی۔ مجھے اس میں ذرہ برابر شبہ نہیں کہ قوموں کے اعمال اور ان کے حکمرانوں کی روش عذاب و ثواب کا سبب بھی بن جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کتاب حکیم میں اپنی اس سنت کا تواتر سے ذکر کیا ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے پجاریوں کی اس دنیا میں مجھے پلیٹوں والی تھیوری رد کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ اگر ۸/ اکتوبر کا تباہ کن زلزلہ کسی ارضیاتی محرک کا نتیجہ تھا تو بھی اسے کہیں نہ کہیں سے اذن ضرور عطا کیا گیا ہوگا، حکم ضرور ملا ہوگا۔

کچھ عجیب و غریب سی مماثلتیں، کچھ ناقابل فہم سی مشابہتیں، کچھ پیچ در پیچ اسرار، کچھ حیرت انگیز بھید اور کچھ نیندیں اڑا دینے والے خیالات، گزشتہ کئی دنوں، کئی راتوں سے میرے ذہن میں سائیں سائیں کر رہے ہیں، میرے دل میں صحرائی بگولوں کی طرح رقص کر رہے ہیں اور میں نہیں سمجھ پا رہا کہ افغانستان کے کوہساروں اور گھاٹیوں میں رقم ہونے والی تاریخ ٹھیک چار سال بعد کشمیر اور سرحد کے پہاڑوں اور وادیوں میں کیوں دہرائی جا رہی ہے؟ بالکل ایسے جیسے افغانیوں پر گزر جانے والی قیامت کسی نے فیکس مشین میں ڈال کر پاکستان بھیج دی ہو۔

نائن الیون کے فوراً بعد امریکہ نے کرخت لہجے میں سنگین دھمکیاں دے کر ہمیں اس بے ننگ و نام جنگ کا ہراول دستہ بنا لیا جو کسی طور ہماری جنگ نہ تھی۔ ستم یہ ہوا کہ ہم نے اپنی اس مجبوری کو حکمت کی قبائے خوش رنگ پہنا دی۔ اسے اپنے رضا کارانہ اور خوشدلانہ فیصلے کا نام دے کر اپنے سر کی کلغی بنا لیا۔ ایسا پہلی بار ہوا کہ پاکستان نے ایک مسلم ہمسایہ ملک پر حملے کے لئے اپنے ہوائی اڈے، اپنی بندرگاہیں، اپنی اینٹلی جنس اور اپنا تعاون ایک غیر مسلم ملک کے قدموں

---

* سینئر کالم نگار روزنامہ ''نوائے وقت''

میں ڈال دیا۔صرف پہلے برس ہماری سرزمین سے امریکی طیاروں نے **57800** اڑانیں بھریں۔ پاکستان کے لوگوں کے لئے یہ روز وشب بڑے ہی کٹھن تھے۔ ہمارے تعاون سے افغانستان کی بستیاں غارت ہوئیں، نہتے لوگ خاک و خون میں نہا گئے۔معصوم بچے آگ اور بارود کا رزق ہو گئے، قلعہ جنگی، تورابورا اور دشتِ لیلیٰ جیسی المناک کہانیاں رقم ہوئیں اور وہ کچھ ہوا جس کے تذکرے سے بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔اس قہر کا نشانہ وہ قبیلہ بنا جو تمام تر کوتاہیوں کے باوصف اللہ اور رسول ﷺ کا نام لیوا تھا اور جس کی نس نس میں پاکستان کی لازوال محبت بھری تھی۔

مجبوری کی اس جنگ کے لئے ہمیں کچھ دلیلیں تراشنا پڑیں۔ یہ کہ ہم امریکہ کا ساتھ نہ دیتے تو وہ ہمیں پتھروں کے زمانے میں دھکیل دیتا۔وہ ہمارا تورابورا بنا دیتا۔یہ کہ اس سے ہمارا کشمیر کاز محفوظ ہوگا اور یہ کہ اس سے ہماری معیشت نہایت قوی ہو جائے گی۔لیکن چار سال بعد گردوپیش پر نگاہ ڈالیں تو خوش گمانیوں کے ملبے اور خوابوں کی کرچیوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا۔اور لاتعداد مماثلتوں اور مشابہتوں کا بھید بھرا سلسلہ سوچ کی چولیں ہلا کر رکھ دیتا ہے۔

امریکہ نے پاکستان کے تعاون سے افغانستان کی بستیوں کو اپنے بموں اور میزائلوں کا نشانہ بنانے کا آغاز چار سال پہلے اکتوبر کے اسی نیم خنک مہینے میں کیا تھا۔وہ ۷ اور ۸/اکتوبر ۲۰۰۱ء کی درمیانی شب تھی جب جلال آباد، قندھار، کابل اور مزار شریف پر چالیس کے لگ بھگ امریکی طیاروں نے وحشیانہ بمباری کا آغاز کیا تھا۔ یہ طیارے جہاں کہیں سے بھی آئے انہوں نے ہماری ہواؤں اور فضاؤں میں سفر کیا، بھید بھری پراسراریت یہ ہے کہ ہمارے اوپر ٹوٹنے والی قیامت نے بھی ۷ اور ۸/اکتوبر کی درمیانی شب زمین کے نیچے ہلچل شروع کی۔افغان عوام کو ۸/اکتوبر کی صبح پتہ چلا کہ وحشت و بربریت، کیا کہانی رقم کر گئی جب ادھڑی ہوئی عمارتوں، ملبے کے ڈھیروں، بکھری پڑی نعشوں اور زخمیوں کی چیخ و پکار نے سارا منظر ہی بدل ڈالا تھا۔ہم بھی ۸/اکتوبر کو بیدار ہو کر سنبھل ہی رہے تھے کہ زمین تھرتھرائی اور آٹھ دس سیکنڈ کے اندر سارا نقشہ ہی تبدیل ہو گیا۔ چند دنوں بعد رمضان المبارک کا مقدس مہینہ آیا تو بھی امریکہ نے اپنی خوں آشامی کو لگام نہ ڈالی اور سحر و افطار کی سعید ساعتوں میں بھی آگ اور بارود کا کھیل جاری رہا اور ہم اس کا ساتھ دیتے رہے، ٹھیک چار سال بعد سحر و افطار کے مشکبو موسموں میں اہل پاکستان کو بھی اس کٹھن آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔ امریکہ کا ساتھ دے کر ہم پتھر کے زمانے میں دھکیلے جانے سے بچ گئے لیکن ٹھیک چار سال بعد جانے کس نے چشم زدن میں ۲۸ ہزار مربع میل علاقہ پتھر کے زمانے میں دھکیل دیا۔ہم تورابورا بننے سے محفوظ ہو گئے۔اور ٹھیک چار سال بعد جانے کس نے ہماری ہزاروں چھوٹی بڑی بستیوں کو تورابورا بنا دیا۔چار سال پہلے ہم لٹے پٹے افغانیوں کو تباہ حال بستیوں کے باہر ماتم کناں دیکھتے اور امریکیوں سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ ظلم نہ کرو۔آج ہمارے لٹے پٹے ہم وطن ملبوں کے ڈھیر پر بیٹھے رو رہے ہیں۔اور پوری قوم انگاروں پر لوٹ رہی ہے۔کل ہم بازو، ہاتھ اور ٹانگیں کٹے افغان بچوں کی

تصویریں دیکھتے تو آنکھیں سلگ اٹھتی تھیں۔ آج ہمارے ہسپتالوں کے وارڈ اور برآمدے ایسی تصویروں سے بھر گئے ہیں کل ہم دشتِ لیلیٰ کی بے گور کفن لاشوں کے نوحے لکھ رہے تھے' آج اپنے پیاروں کی بے گور کفن لاشوں پر بین کر رہے ہیں' کل ہیلی کاپٹروں سے گرائے گئے خوراک کے پیکٹوں کی طرف لپکتے بے حال افغانیوں کو دیکھ کر دل دہل جاتا تھا اور آج اپنے فاقہ زدہ عوام کو ان پیکٹوں کی طرف دیوانہ وار لپکتے دیکھنا پڑا ہے۔ امریکہ کی دھونس پر ہم نے جن کچی بستیوں سے افغانیوں کو باہر دھکیل دیا تھا' آج اپنوں کے لئے ویسی ہی بستیاں بسانا پڑ رہی ہیں۔ پشاور کے نواح میں اضاخیل کیمپ جو کبھی افغان مہاجرین سے آباد تھا آج اس میں اپنے ہی وطن کے ''مہاجرین'' بسائے جا رہے ہیں۔ ہم نے کہا تھا کہ وزیرستان میں کاروائی نہ کرتے تو امریکہ خود بم برسانے لگتا۔ ہم اس ''عظیم حکمت عملی'' کے سبب امریکی بموں سے تو محفوظ رہے لیکن کراچی یونیورسٹی کے جیالوجسٹ کا کہنا ہے کہ ۸/ اکتوبر اور اس کے بعد کے جھٹکوں سے خارج ہونے والی توانائی ایک میگاٹن کے ۶۰/ ہزار بموں کے برابر تھی۔ ہم نے کہا تھا کہ اس سے کشمیر کاز کو بچا لیا گیا ہے، اور اس افتاد کی سب سے زیادہ تباہ کاری اسی خطہ جنت نظیر میں ہوئی۔ ہم نے کہا تھا کہ اس سے ہماری معیشت مضبوط ہو جائے گی۔ اس ''کارخیر'' کے معاوضے کے طور پر ہمیں پانچ سالوں پر محیط تین ارب ڈالر کی امداد کا وعدہ ملا لیکن ورلڈ بینک کے سابق نائب صدر اور معروف ماہر اقتصادیات شاہد جاوید برکی کا بیان آیا ہے کہ پاکستانی معیشت کو دس سے بارہ ارب ڈالر کا دھچکا لگا ہے۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن کے اندازے کے مطابق ۱۱/ لاکھ افراد بے روزگار اور کم از کم ۴/ لاکھ گھر مکمل طور پر منہدم ہو گئے ہیں۔ ابھی تک ساری دنیا سے آنے والی مدد ۷۰/ کروڑ ڈالر ہے جو مطلوبہ فنڈز کا ۶/ فیصد بھی نہیں۔ ہم نے کہا کہ امریکہ کا ساتھ دینے کے باعث اب ہمیں بیرونی قرضوں کی ضرورت نہیں رہی اور ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ اور آج ہم دنیا بھر کے چوراہوں میں جھولی پھیلائے صدا لگا رہے ہیں۔

کیا یہ سچ نہیں کہ وہ ساری تباہی و بربادی ہمارا مقدر بن گئی جس سے بچنے کے لئے ہم نے امریکہ کو اپنا کندھا پیش کیا تھا اور وہ سارے ثمرات غارت ہو گئے جن کے لالچ میں ہم نے ایک برادر اسلامی ملک کے خاک نشیوں کے سینے چھلنی کئے تھے۔

یہ سب کیا ہے؟ کیا یہ محض زمین کے نیچے رکھی پلیٹوں کا کیا دھرا ہے؟ شاید نہیں' یقیناً نہیں۔ ایسا سوچنا خالق کائنات کے دست ہنر مند کی نفی کرنا ہے۔ مجھے تو یہ خیال بھی بے کل کئے ہوئے ہے کہ کیا ہمارے انکار کی صورت میں امریکہ ۲۸/ ہزار مربع کلومیٹر علاقے پر ۶۰/ ہزار بم برساتا اور اگر برساتا بھی تو کیا تباہی و بربادی کا حجم یہی ہوتا اور اگر ہوتا بھی تو کیا ہماری دولتِ خودی اور متاعِ حمیت محفوظ نہ رہتی؟ ہم نے کتنے خسارے کا سودا کیا۔